بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

شفاعت

تحقیق وترجمہ: علامہ محمد علی فاضل مدظلہ العالی

شفاعت کی حقیقت

قرآن مجید میں شفاعت کی حقیقت کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

" قُلْ لِلَّهِ الشَّفاعَةُ جَميعاً لَهُ مُلْكُ السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُون۔" (سورہ زمر آیت ۴۴)

ترجمہ: (اے پیغمبر! ان سے) کہہ دیجئے ہر قسم کی شفاعت (دنیا اور آخرت میں) خدا ہی کے اختیار میں ہے آسمانوں اور زمین کی حکومت اور فرمانروائی اسی کی ہے، پھر تم اسی کی طرف پلٹائے جاؤ گے●

شفاعت کے شرائط

خدا کے اذن کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کر سکے گا۔

۱۔مَنْ ذَا الَّذي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلاَّ بِإِذْنِه۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۵۵)

ترجمہ: کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے حضور شفاعت کرے؟●

۲۔إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذي خَلَقَ السَّماواتِ وَ الْأَرْضَ في سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ما مِنْ شَفيعٍ إِلاَّ مِنْ بَعْدِ إِذْنِهِ ذلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ أَ فَلا تَذَكَّرُون۔ (سورہ یونس آیت ۳)

ترجمہ: بے شک تمہارا پروردگار وہی اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں (اور مرحلوں) میں پیدا کیا، پھر عرش پر غالب آیا (تمام امور کی باگ ڈور سنبھالی) وہی امور کا بندوبست کرتا ہے کوئی شفاعت کرنے والا نہیں سوائے اس کی اجازت کے، وہی اللہ ہی تمہارا پروردگار ہے پس تم اس کی عبادت کرو، تو کیا تم اب بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے؟●

۳۔ يَعْلَمُ ما بَيْنَ أَيْديهِمْ وَ ما خَلْفَهُمْ وَ لا يَشْفَعُونَ إِلاَّ لِمَنِ ارْتَضى وَ هُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُون۔ (سورہ انبیاء آیت ۲۸)

ترجمہ: (خداوند عالم) اس کو بھی جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور اس کو بھی جو ان سے گزر چکا ہے اور وہ (فرشتے) شفاعت کریں گے تو صرف ان لوگوں کی جن کے بارے میں خدا اپنی رضا دے گا اور وہ (پروردگار کے) خوف سے ڈرتے رہتے ہیں●

۴۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ”شَفَاعَتِی لِاُمَّتِی مَنْ اَحَبَّ اَهْلَ بَیتِی“ (عیون اخبار الرضا جلد ا صفحہ ۱۳۶)

ترجمہ: میری شفاعت میری امت کے ان لوگوں کے لیے ہو گی جو میرے اہل بیت (علیہم السلام) سے محبت کرتے ہیں۔

مقام محمود کیا ہے؟

قرآن مجید:

ا۔ وَ مِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نافِلَةً لَكَ عَسى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقاماً مَحْمُوداً۔ (سورہ بنی اسرائیل آیت ۷۹)

ترجمہ: اور رات کے ایک حصے میں بیدار ہو اور تہجد پڑھو اور عبادت کرو یہ آپ کیلئے ایک اضافی فریضہ ہے، قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو محمود اور پسندیدہ مقام تک پہنچادے گا●

۲۔ وَ لَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُولى- وَ لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضى۔

(سورہ ضحیٰ آیت ۴۔۵)

ترجمہ: البتہ آپ کے لیے آخرت، دنیا سے بہتر ہے● آپ کا رب آپ کو بہت جلد وہ کچھ عطا کرے گا جس سے آپ راضی ہو جائیں گے●

۳۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: قیامت کے دن لوگ صبر کر کے چپ سادھے ہوں گے، پھر ہر شخص اپنے نبی کے پیچھے جائے گا اور اسے مخاطب کر کے کہے گا: ''اے اللہ کے نبی! ہماری شفاعت فرمایئے! اے اللہ کے نبی ہماری شفاعت فرمایئے! تو یہ سلسلہ جاکر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جا کر رک جائے گا، یعنی سب انبیاء آپ کو اپنا شفیع بنائیں گے اور یہی وہ دن ہو گا جس میں اللہ تعالیٰ آپؐ کو مقام محمود پر پہنچائے گا۔

(کنزالعمال، حدیث ۳۹۰۴۲)

۴۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جب میں مقام محمود پر کھڑا ہوں گا تو اپنی امت کے گناہانِ کبیرہ کے مرتکب افراد کی شفاعت کروں گا اور اللہ تعالیٰ میری اس شفاعت کو قبول فرمائے گا، لیکن خدا کی قسم میں ایسے افراد کی ہرگز شفاعت نہیں کروں گا جنھوں نے میری اولاد کو ستایا ہو گا۔

(امالی صدوقؒ)

۵۔" وَ لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضى " یعنی (اے پیغمبرؐ) آپ کا رب آپ کو بہت جلد وہ کچھ عطا کرے گا جس سے آپ راضی ہو جائیں گے ● کے بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: اس سے مراد واللہ شفاعت ہے، واللہ شفاعت ہے، واللہ شفاعت ہے۔

قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کی شفاعت

حضرت رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ہر نبی کے لیے ایک خاص دعا ہے جو انہوں نے مانگ لی ہے اور خدا سے اسے طلب کر لیا ہے، لیکن میں نے وہ دعا قیامت کے دن کے لیے اپنی امت کے مومنین کے لیے سنبھال کر رکھی ہے اور وہ شفاعت ہے، قیامت کے دن میں۔ (الخصال صفحہ ۲۹ حدیث ۱۰۳)

شفاعت کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے بحار الانوار جلد ۸ سے چند احادیث کا اقتباس آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:

أقول سيأتي بعض الأخبار في باب الجنة.

۸۰- مِنْ كِتَابِ التَّمْحِيصِ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْأَوَّلِ ع قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ص يَقُولُ لَا تَسْتَخِفُّوا بِفُقَرَاءِ شِيعَةِ عَلِيٍّ وَ عِتْرَتِهِ مِنْ بَعْدِهِ فَإِنَّ الرَّجُلَ مِنْهُمْ لَيَشْفَعُ لِمِثْلِ رَبِيعَةَ وَ مُضَرَ.

"بَابُ الْجَنَّةِ" (جنت کا دروازہ) کے بارے میں بعض روایات بیان ہوں گی۔

۸۰۔کتاب "التمحیض" میں ہے، حضرت امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام اور ان کی آلؑ کے بعد ان غریب شیعوں کو حقیر نہ

سمجھنا، کیونکہ ان کا ہر ایک شخص ربیعہ اور مضر (دو قبائل کہ جن کی کثیر تعداد تھی) کے افراد کے تعداد کے برابر لوگوں کی شفاعت کرے گا۔

٨١ دَعَوَاتُ الرَّاوَنْدِيِّ، عَنْ سَمَاعَةَ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ ع إِذَا كَانَتْ لَكَ حَاجَةٌ إِلَى اللَّهِ فَقُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَ عَلِيٍّ فَإِنَّ لَهُمَا عِنْدَكَ شَأْناً مِنَ الشَّأْنِ وَ قَدْراً مِنَ الْقَدْرِ فَبِحَقِّ ذَلِكَ الشَّأْنِ وَ ذَلِكَ الْقَدْرِ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَنْ تَفْعَلَ بِي كَذَا وَ كَذَا فَإِنَّهُ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ لَمْ يَبْقَ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَ لَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ وَ لَا مُؤْمِنٌ مُمْتَحَنٌ إِلَّا وَ هُوَ يَحْتَاجُ إِلَيْهِمَا فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ.

٨١۔ کتاب "دعوات راوندی" میں سماعہ بن مہران سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: "جب تمہیں خدا سے کوئی حاجت درپیش ہو تو یوں کہو: "بارالہا! میں تجھے محمدؐ اور علیؑ کے حق کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں، کیونکہ تیرے نزدیک ان دونوں کی بڑی قدر و منزلت ہے، تو اسی قدر و منزلت کا واسطہ دے کر میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت فرما اور میری یہ حاجت پوری فرما!۔ یہاں پر اپنی حاجات کو ذکر کرے۔ کیونکہ جب قیامت کا دن ہوگا، کوئی ملک مقرب (مقرب فرشتہ) کوئی نبی مرسل اور کوئی ایسا مومن نہیں ہوگا کہ جس کا امتحان اللہ نے لیا ہے اور وہ اس دن ان دونوں ہستیوں کے محتاج نہ ہوں!"

٨٢- م، تفسير الإمام عليه السلام عَنِ النَّبِيِّ ص قَالَ: أَمَا إِنَّ مِنْ شِيعَةِ عَلِيٍّ ع لَمَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ قَدْ وُضِعَ لَهُ فِي كِفَّةِ سَيِّئَاتِهِ مِنَ

الْآثَامِ مَا هُوَ أَعْظَمُ مِنَ الْجِبَالِ الرَّوَاسِي وَ الْبِحَارِ السَّيَّارَةِ تَقُولُ الْخَلَائِقُ هَلَكَ هَذَا الْعَبْدُ فَلَا يَشُكُّونَ أَنَّهُ مِنَ الْهَالِكِينَ وَ فِي عَذَابِ اللَّهِ مِنَ الْخَالِدِينَ فَيَأْتِيهِ النِّدَاءُ مِنْ قِبَلِ اللَّهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الْعَبْدُ الْجَانِي هَذِهِ الذُّنُوبُ الْمُوبِقَاتُ فَهَلْ بِإِزَائِهَا حَسَنَةٌ تُكَافِئُهَا وَ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَةِ اللَّهِ أَوْ تَزِيدُ عَلَيْهَا فَتَدْخُلُهَا بِوَعْدِ اللَّهِ يَقُولُ الْعَبْدُ لَا أَدْرِي فَيَقُولُ مُنَادِي رَبِّنَا عَزَّ وَ جَلَّ إِنَّ رَبِّي يَقُولُ نَادِ فِي عَرَصَاتِ الْقِيَامَةِ أَلَا إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ مِنْ بَلَدِ كَذَا وَ كَذَا وَ قَرْيَةِ كَذَا وَ كَذَا قَدْ رُهِنَ بِسَيِّئَاتِهِ كَأَمْثَالِ الْجِبَالِ وَ الْبِحَارِ وَ لَا حَسَنَةَ بِإِزَائِهَا فَأَيُّ أَهْلِ هَذَا الْمَحْشَرِ كَانَتْ لِي عِنْدَهُ يَدٌ أَوْ عَارِفَةٌ[1] فَلْيُغِثْنِي بِمُجَازَاتِي عَنْهَا فَهَذَا أَوَانُ شِدَّةِ حَاجَتِي إِلَيْهَا فَيُنَادِي الرَّجُلُ بِذَلِكَ فَأَوَّلُ مَنْ يُجِيبُهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ أَيُّهَا الْمُمْتَحَنُ فِي مَحَبَّتِي الْمَظْلُومُ بِعَدَاوَتِي ثُمَّ يَأْتِي هُوَ وَ مَنْ مَعَهُ عَدَدٌ كَثِيرٌ وَ جَمٌّ غَفِيرٌ وَ إِنْ كَانُوا أَقَلَّ عَدَداً مِنْ خُصَمَائِهِ الَّذِينَ لَهُمْ قِبَلَهُ الظُّلَامَاتُ فَيَقُولُ ذَلِكَ الْعَدَدُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ نَحْنُ إِخْوَانُهُ الْمُؤْمِنُونَ كَانَ بِنَا بَارّاً وَ لَنَا مُكْرِماً وَ فِي مُعَاشَرَتِهِ إِيَّانَا مَعَ كَثْرَةِ إِحْسَانِهِ إِلَيْنَا مُتَوَاضِعاً وَ قَدْ نَزَلْنَا لَهُ عَنْ جَمِيعِ طَاعَاتِنَا وَ بَذَلْنَاهَا لَهُ فَيَقُولُ عَلِيٌّ ع فَبِمَا ذَا تَدْخُلُونَ جَنَّةَ رَبِّكُمْ فَيَقُولُونَ بِرَحْمَةِ اللَّهِ الْوَاسِعَةِ الَّتِي لَا يَعْدَمُهَا مَنْ وَالاكَ وَ وَالَى آلَكَ يَا أَخَا رَسُولِ اللَّهِ فَيَأْتِي النِّدَاءُ مِنْ قِبَلِ اللَّهِ تَعَالَى يَا أَخَا رَسُولِ اللَّهِ هَؤُلَاءِ إِخْوَانُهُ الْمُؤْمِنُونَ قَدْ بَذَلُوا لَهُ فَأَنْتَ مَا ذَا تَبْذُلُ لَهُ فَإِنِّي أَنَا الْحَكَمُ مَا بَيْنِي وَ بَيْنَهُ مِنَ الذُّنُوبِ قَدْ غَفَرْتُهَا لَهُ بِمُوَالاتِهِ إِيَّاكَ وَ مَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ عِبَادِي مِنَ الظُّلَامَاتِ فَلَا بُدَّ

[1] (١) العارفة: المعروف.

مِنْ فَضْلِي بَيْنَهُ وَ بَيْنَهُمْ فَيَقُولُ عَلِيٌّ ع يَا رَبِّ أَفْعَلُ مَا تَأْمُرُنِي فَيَقُولُ اللَّهُ يَا عَلِيُّ اضْمَنْ لِخُصَمَائِهِ تَعْوِيضَهُمْ عَنْ ظُلَامَاتِهِمْ قِبَلَهُ فَيَضْمَنُ لَهُمْ عَلِيٌّ ع ذَلِكَ وَ يَقُولُ لَهُمْ اقْتَرِحُوا عَلَى[٢] مَا شِئْتُمْ أُعْطِكُمْ عِوَضاً مِنْ ظُلَامَاتِكُمْ قِبَلَهُ فَيَقُولُونَ يَا أَخَا رَسُولِ اللَّهِ تَجْعَلُ لَنَا بِإِزَاءِ ظُلَامَتِنَا قِبَلَهُ ثَوَابَ نَفَسٍ مِنْ أَنْفَاسِكَ لَيْلَةَ بَيْتُوتَتِكَ عَلَى فِرَاشِ مُحَمَّدٍ ص فَيَقُولُ عَلِيٌّ ع قَدْ وَهَبْتُ ذَلِكَ لَكُمْ فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فَانْظُرُوا يَا عِبَادِيَ الْآنَ إِلَى مَا نِلْتُمُوهُ مِنْ عَلِيٍّ فِدَاءً لِصَاحِبِهِ مِنْ ظُلَامَاتِكُمْ وَ يُظْهِرُ لَهُمْ ثَوَابَ نَفَسٍ وَاحِدٍ فِي الْجِنَانِ مِنْ عَجَائِبِ قُصُورِهَا وَ خَيْرَاتِهَا فَيَكُونُ ذَلِكَ مَا يُرْضِي اللَّهُ بِهِ خُصَمَاءَ أُولَئِكَ الْمُؤْمِنِينَ ثُمَّ يُرِيهِمْ بَعْدَ ذَلِكَ مِنَ الدَّرَجَاتِ وَ الْمَنَازِلِ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَ لَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَ لَا خَطَرَ عَلَى بَالِ بَشَرٍ يَقُولُونَ يَا رَبَّنَا هَلْ بَقِيَ مِنْ جِنَانِكَ شَيْءٌ إِذَا كَانَ هَذَا كُلُّهُ لَنَا فَأَيْنَ تَحِلُّ سَائِرُ عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْأَنْبِيَاءُ وَ الصِّدِّيقُونَ وَ الشُّهَدَاءُ وَ الصَّالِحُونَ وَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِمْ عِنْدَ ذَلِكَ أَنَّ الْجَنَّةَ بِأَسْرِهَا قَدْ جُعِلَتْ لَهُمْ فَيَأْتِي النِّدَاءُ مِنْ قِبَلِ اللَّهِ تَعَالَى يَا عِبَادِي هَذَا ثَوَابُ نَفَسٍ مِنْ أَنْفَاسِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ الَّذِي اقْتَرَحْتُمُوهُ عَلَيْهِ قَدْ جَعَلَهُ لَكُمْ فَخُذُوهُ وَ انْظُرُوا فَيَصِيرُونَ هُمْ وَ هَذَا الْمُؤْمِنُ الَّذِي عَوَّضَهُ عَلِيٌّ ع فِي تِلْكَ الْجِنَانِ ثُمَّ يَرَوْنَ مَا يُضِيفُهُ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَى مَمَالِكِ عَلِيٍّ ع فِي الْجِنَانِ مَا هُوَ أَضْعَافُ مَا بَذَلَهُ عَنْ وَلِيِّهِ الْمُوَالِي لَهُ مِمَّا شَاءَ مِنَ الْأَضْعَافِ الَّتِي لَا يَعْرِفُهَا غَيْرُهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ص أَ ذلِكَ خَيْرٌ نُزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ الْمُعَدَّةُ لِمُخَالِفِي أَخِي وَ وَصِيِّي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

---

[٢] (٢) اقترح عليه كذا: اشتهى أن يصنعه له.

ع.

۸۲۔ تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''اچھی طرح یاد کرلو کہ قیامت کے دن علیؑ کے شیعوں میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے کہ جن کے میزان اعمال کے پلڑے میں برائیاں اس قدر زیادہ ہوں گی جو بلند پہاڑ کی چوٹی سے بھی بلند تر اور ٹھاٹھیں مارتے سمندر کی موجوں سے بھی زیادہ تر ہوں گی۔ جنہیں دیکھ کر لوگ کہیں گے کہ ''یہ بندہ تو برباد ہوگیا!'' اور انہیں ذرہ برابر بھی شک نہیں ہوگا کہ یہ برباد ہونے والوں اور جہنم میں ہمیشہ رہنے والوں میں سے ہے، اتنے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی: ''اے مجرم بندے! تیرے یہ تباہ کن گناہ تو ہیں ہی، لیکن تیری ان کے مقابلے میں کوئی نیکی بھی ہے جو ان کے برابر ہو سکے؟ اور تو اللہ کی رحمت سے جنت میں جانے کے قابل ہو جائے؟ یا اس سے کچھ اور زیادہ ہے؟ جس کی بنا پر تو اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق بہشت میں جاسکے؟ تو بندہ عرض کرے گا: ''مجھے کچھ معلوم نہیں'' اتنے میں ہمارے رب کی طرف سے منادی ندا دے گا کہ: ''میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں اعلان کردوں کہ: عرصہ محشر میں فلاں بن فلاں شخص ہے جو فلاں شہر اور فلاں گاؤں کا رہنے والا ہے، اب وہ اپنے اس قدر گناہوں کی گروی ہے جو مقدار میں پہاڑوں اور سمندروں کی طرح ہیں، جبکہ اس کے مقابلے میں کوئی ایک نیکی بھی نہیں ہے اور اہل محشر میں سے کوئی ہے جس پر خدا کی مہربانی اور اس کی طرف سے کوئی نیکی اور بھلائی ہے جو میری دادرسی کرے! یعنی جو اس سزا میں میری مدد کرے؟ اس وقت مجھے اس کی سخت ضرورت ہے، تو سب سے

پہلی ہستی جو اسے ان الفاظ کے ساتھ جواب دے گی: ”لبیک، لبیک، لبیک، اے میری محبت میں آزمائے جانے والے اور اے میرے دشمنوں کی طرف سے ظلم کا نشانہ بننے والے! پھر وہ شخص آئے گا جس کے ساتھ لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہو گی، لیکن ان کی تعداد مخالفوں کی تعداد سے کم ہو گی، جن کے پاس اس کے مظالم کی بڑی طویل فہرست ہو گی اور وہ کہیں گے: یا امیر المومنینؑ! ہم اس کے مومن بھائی ہیں، یہ ہمارے ساتھ نیک سلوک کرتا اور ہماری عزت کیا کرتا تھا، ہمارے ساتھ رہنے سہنے میں اپنے کثرتِ احسانات کے باوجود ہمارے ساتھ بہت تواضع سے پیش آتا تھا، لہٰذا ہم اسے اپنی تمام طاعات اور عبادات اسے عطیہ دیتے ہیں۔ اس پر حضرت علی علیہ السلام ان سے پوچھیں گے: تو پھر تم کیسے جنت میں جاؤ گے؟ وہ عرض کریں گے: ”اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کے صدقے میں جس سے آپ کی آل سے محبت کرنے والے ہرگز محروم نہیں ہیں، اے برادرِ پیغمبرؐ! اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آواز آئے گی کہ اے برادر پیغمبرؐ! یہ سب اس کے مومن بھائی ہیں، جنھوں نے اسے اپنی تمام تر عبادات کو بخش دیا ہے، تو آپ اسے کیا عطا کر رہے ہیں؟ کیونکہ میں ہی اس کا فیصلہ کرنے والا ہوں اور میں نے اس کے تمام گناہ آپ کے ساتھ محبت کرنے کی وجہ سے معاف کر دیئے ہیں، رہ گئے اس کے وہ گناہ جو اس کے اور میرے دوسرے بندوں کے درمیان مظالم کی صورت میں ہیں، میرے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ ان کے درمیان فیصلہ کروں، تو اس وقت حضرت علی علیہ السلام بول اٹھیں گے، پروردگارا! تیرا جو حکم ہو گا اس پر عمل کروں گا، تو ارشاد قدرت ہو گا: ”یا علیؑ! اس کے مخالفین کے لیے اس کی طرف سے ضمانت دو کہ آپ اس

کے مظالم کاازالہ کریں گے!" تواس وقت مولا علیؑ اس بات کی ضمانت دیں گے اور ان لوگوں سے فرمائیں گے: "تم لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہو کہ میں تمہیں اس کے مظالم کا بدلہ دوں؟ تو وہ عرض کریں گے: "اے برادر رسول! آپؑ ہمیں اس کے مظالم کا یہ بدلہ دیں کہ شبِ ہجرت، بستر رسول پر سونے کے اوقات میں سے صرف ایک سانس کا ثواب ہمیں عطافرمائیں! تو علی علیہ السلام فرمائیں گے، میں نے تمہارا یہ تقاضا پورا کردیا، تو اس پر خداوندعالم فرمائے گا: اے میرے بندو! دیکھو کہ تمہیں اس وقت علی بن ابی طالبؑ کی طرف سے تمہارے ساتھی کے مظالم کا کیا بدلہ ملا ہے؟ اور اس وقت ایک سانس کا ثواب ظاہر ہوگا اور وہ دیکھیں گے کہ جنت کے عجائبات نظر آرہے ہیں، اس کے حور و قصور دیکھ رہے ہوں گے اور یہی چیز ہو گی جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان مومنین کے مخالفوں کو راضی کردے گا۔ پھر اس کے بعد انہیں جنت کے درجات اور منازل دکھائے گا، جو اس کیفیت کے ہوں گے کہ جسے نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا اور نہ ہی کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ ہی کسی دل میں اس کا تصور ہوا ہوگا اور وہ کہیں گے: پروردگارا! اگر یہ ساری بہشت ہمارے لیے ہے تو پھر تیرے دوسرے مومن بندے، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کہاں رہیں گے؟ یہ بات ان کے خیال میں آئے گی کہ ساری ساری کی ساری جنت انہی کے لیے خلق کی گئی ہے!!"

اسی اثناء میں اللہ عزوجل کی طرف سے نداء آئے گی: "اے میرے بندو! یہ تو علیؑ کے شبِ ہجرت بستر رسول پر سونے کے صرف ایک سانس کا ثواب ہے جو تم دیکھنا چاہتے ہو اور یہ صرف تمہارے لیے خلق کی گئی ہے اور اسے مضبوطی سے پکڑ لو اور دیکھو! پس یہ سن کر وہ لوگ بھی اور وہ

مومن بھی صبر کرلیں گے، جس کو علی علیہ السلام نے اس وقت جنت کی صورت میں عطا کیا تھا۔

پھر رسول پاک ﷺ اس آیت کی تلاوت فرمائیں گے کہ: ”أَ ذٰلِكَ خَيْرٌ نُزُلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ“ یعنی کیا یہ بہتر ہے یا زقوم (تھوہر) کا درخت بہتر ہے؟“۔ جو میرے بھائی اور وصی علی بن ابی طالب علیہ السلام کے دشمنوں کے لیے تیار کیا گیا ہے۔

٨٣- شي، تفسير العياشي عَنْ يَعْقُوبَ الْأَحْمَرِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: الْعَدْلُ الْفَرِيضَةُ.

۸۳۔ تفسیر عیاشی میں یعقوب احمر سے روایت ہے وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: عدل ایک فریضہ ہے۔

٨٤- وَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: الْعَدْلُ فِي قَوْلِ أَبِي جَعْفَرٍ ع الْفِدَاءُ.

۸۴۔ابراہیم بن فضل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: امام محمد باقر علیہ السلام کے قول کے مطابق عدل سے مراد: قربانی دینا ہے۔

٨٥- شي، تفسير العياشي عَنْ أَسْبَاطٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَوْلُهُ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفاً وَ لَا عَدْلًا قَالَ الصَّرْفُ النَّافِلَةُ وَ الْعَدْلُ الْفَرِيضَةُ.

۸۵۔ تفسیر عیاشی میں اسباط سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق پوچھا: "لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنهُ صَرْفاً وَّ لَاعَدْلاً" یعنی اللہ تعالیٰ کے اس سے نہ "صَرف" قبول کرے گا اور نہ ہی " عدل" کا کیا مطلب ہے؟ آپؑ نے فرمایا: "صَرف" نافلہ ہیں اور "عدل" فریضہ ہے۔

٨٦- شي، تفسير العياشي عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِأَهْلِ بَيْتِهِ فَيُشَفَّعُ فِيهِمْ حَتَّى يَبْقَى خَادِمُهُ فَيَقُولُ فَيَرْفَعُ سَبَّابَتَيْهِ يَا رَبِّ خُوَيْدِمِي كَانَ يَقِينِي الْحَرَّ وَ الْبَرْدَ فَيُشَفَّعُ فِيهِ.

۸۶۔ تفسیر عیاشی میں ابان بن تغلب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے، آپؑ نے فرمایا: "قیامت کے دن ایک مومن اپنے گھر والوں کی شفاعت کرے گا، اور ان ان سب کی شفاعت قبول کی جائے گی، سوائے ایک خادم کے، تو وہ اپنی انگشت شہادت اٹھا کر کہے گا: "پروردگارا! میرا پیارا خادم مجھے ہر طرح کی سردی اور گرمی سے بچاتا رہتا تھا، تو اس کے بارے میں بھی اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

تتمہ: حضرت علامہ "شرح تجرید" میں فرماتے ہیں: حضرات علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت قابل قبول ہے، کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: "عَسیٰ اَن یَّبعَثَكَ

رَبُّكَ مَقَاماً مَّحْمُوداً" بہت جلد آپ کا رب آپ کو "مقام محمود" پر پہنچائے گا۔ یہاں پر "مقام محمود" سے مراد "شفاعت" ہے اور پھر اس میں اختلاف ہے "وعیدیہ" کہتے ہیں اس سے مراد ثواب کے مستحق لوگوں کے لیے ثواب میں اضافے کی طلب ہے، جبکہ "تفضیلیہ" کہتے ہیں کہ اس سے مراد اس امت کے فاسق لوگوں کے لیے شفاعت ہے کہ ان سے عذاب کو ختم کیا جائے اور یہی موقف حق ہے۔ جبکہ مصنف نے پہلے موقف کو باطل قرار دیا ہے، بایں معنی کہ اگر شفاعت کا مقصد صرف ثواب میں اضافہ ہے اور بس۔

لیکن اگر پیغمبر گرامی ﷺ کے لیے "شفاعت" کی دعا کرتے ہیں اور اللہ سے ان کے درجات کی بلندی کی درخواست کرتے ہیں تو یہ یقیناً باطل ہوگی، کیونکہ شفاعت کرنے والا اس سے بالاتر ہوتا ہے جس کی شفاعت کی جاتی ہے اور اس بارے میں چند دلائل پیش کیے جاتے ہیں:

اول: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "مالِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلا شَفِيعٍ يُطاع" یعنی (اس دن) ظالموں کا کوئی دلسوز دوست ہوگا اور نہ کوئی شفاعت کرنے والا کہ جس کی بات سنی جائے۔

لہٰذا یہاں پر اللہ تعالیٰ نے ظالم اور فاسق کے لیے شفاعت کی نفی کی ہے۔ اور فاسق بھی ظالم ہوتا ہے۔

لیکن اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے ایسے شفیع کی نفی کی ہے جو "مُطاع" یعنی اس کی اطاعت کی جاتی ہے، اور ہم بھی اسی بات کے قائل ہیں کہ قیامت کے دن کوئی ایسا شفیع نہیں ہوگا جس کی اطاعت کی جاتی ہے، کیونکہ "مُطاع" کا مرتبہ، "مُطیع" سے بالاتر ہوتا ہے اور اللہ

تعالیٰ دنیا کی ہر چیز سے بالاتر ہے، اور اس سے بالاتر کوئی چیز نہیں ہے، ''شفیع مطاع'' کی نفی سے ''شفیع مستجاب'' کی نفی لازم نہیں آتی، اس بات کو ہم تسلیم کرتے ہیں، لیکن یہاں پر ''ظالمین'' سے مراد ''کفار'' لینا کیوں جائز نہیں؟ تاکہ تمام دلائل کو جمع کر دیا جائے؟!

علامہ محمد علی فاضل کی علمی و دینی خدمات کا مختصر

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ محمد علی فاضل ۱۹۴۴ء میں پاکستان کے ضلع ڈیرہ غازی خان میں پیدا ہوئے' ابتدائی تعلیم مقامی مڈل (موجودہ ہائی) سکول میں حاصل کرنے کے بعد ۱۹۵۸ء میں مخزن العلوم الجعفریہ ملتان میں عالم عربی تک دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد فاضل عربی کے امتحان کے لیے جامعہ امامیہ لاہور میں داخلہ لیااور ۱۹۶۲ء میں پاکستان میں دینی تعلیم کی سند "فاضل عربی" بورڈآف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن (جامعہ پنجاب) لاہور سے حاصل کرنے کے بعد چھ سال تک ملک کے مختلف دینی مدارس اور مساجد میں علمی اور تبلیغی خدمات انجام دیتے رہے' اور۱۹۶۸ء میں اعلی تعلیمات کے حصول کے لیے حوزہ علمیہ قم المقدسہ تشریف لے گئے اوراس وقت کے حجج اسلام اسداللہ بیات' ابوالفضل موسوی' عباس دوزدانی ،مصطفیٰ اعتمادی اور جعفر سبحانی جیسے ماہرین علوم وفنون اور قابل قدراساتذہ کرام سے سطحیات کو مکمل کر لیا' اور ۱۹۷۳ء میں ڈیرہ غازیخان کے بعض اکابراور مومنین کی درخواست پر پاکستان کے اس شہر تشریف لے گئے اور دینی مدرسہ قائم کر کے تدریسی اور تبلیغی خدمات انجام دیتے رہے' ساتھ ہی حضرت امام خمینیؒ کی قیادت میں چلائی جانے والی اسلامی انقلاب کی تحریک کی کامیابی کے لیے پاکستان میں اپنی مقدور بھر کوشش کی' چنانچہ ۱۹۷۹ء میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے چندماہ بعددوبارہ حوزہ علمیہ قم تشریف لے گئے اور تحصیل علم میں مشغول ہو گئے' اورآیات عظام گلپائیگانی' مرعشی نجفی' شریعتمداری' شیرازی اورحرم پناہی کے دروس

خارجہ سے بھرپور استفادہ کیا۔ پاکستان سے علامہ سید صفدر حسین نجفی مرحوم اور ان کے رفقاء کار کی طرف سے پاکستان آکر دینی خدمات سر انجام دینے کی دعوت دی گئی مگر آپ نے اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے مزید کچھ عرصہ قم ہی میں رہنے کی اجازت طلب کی، مگر دوسرے سال پھر بھرپور طریقے سے دعوت کو دہرایا گیا، آخر کار مجبوراً آپ کو پاکستان کے لیے رخت سفر باندھنا پڑا۔ پاکستان میں تشریف لانے کے بعد آپ نے پنجاب کے ضلع راجن پور میں ایک عظیم الشان مدرسہ **"جامعہ امام جعفر صادق علیہ السلام"** کی بنیاد رکھی جہاں سے فارغ التحصیل علماء کرام پاکستان کے طول و عرض میں مصروف عمل ہیں۔ اس کے ساتھ ہی جامعہ ہذا کے زیر اہتمام دختران ملت کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے لیے "حوزہ علمیہ زینبیہؑ" کا قیام بھی عمل میں لایا گیا، جس سے اب تک کافی تعداد میں خواتین بہرہ ور ہو چکی ہیں اور علمی و تبلیغی خدمات انجام دے رہی ہیں۔ اور اب اس سلسلہ کو آگے چلانے کے لیے آپ کے فرزند ارجمند علامہ محمد تقی فاضل یہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔

آپ کی تحریری خدمات: "ترجمہ قرآن مجید" تالیفات: سیرت چہاردہ معصومین علیہم السلام، کاروان شہادت (مدینہ تا مدینہ منزل بہ منزل) نور ولایت، ایمان مجسم، آخری نبیؐ کا آخری خطبہ۔ **تراجم:** تفسیر المعین (آیۃ اللہ ھویدیؒ) میزان الحکمت (آیۃ اللہ محمدی ری شہری، دس ضخیم جلدوں پر مشتمل تقریباً ۲۵ ہزار احادیث معصومین (ع) کا مجموعہ)، تفسیر نور (علامہ شیخ محسن قرائتی بارہ جلدیں)، منہاج البراعہ شرح نہج البلاغہ (آیۃ اللہ حبیب اللہ خوئیؒ ۲۱ جلدیں)۔ معاد (محمد تقی فلسفی)، احکام اموات۔ اس کے علاوہ

:آپ کے مقالات وقتاً فوقتاً پاکستان کے رسالوں کی زینت بنتے رہتے ہیں' سازمان تبلیغات اسلامی مرکز کی طرف سے مترجم کے نام کے بغیر اکثر و بیشتر شائع ہونے والی کتب آپ کے قلم کا شاہکار رہیں اور پاک وہند کے دینی مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں۔

زیر طبع کتابیں : تفسیر نور' منہاج البراعہ' اسلام کی نظر میں انسانی حقوق' تفسیر دعائے مکارم الاخلاق۔